التحقيق الجلي في الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد صلوة العصر من يوم الجمعة

جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد اسّی درود شریف کی فضیلت کی تحقیق

تأليف يوسف شبير أحمد عفي عنه

قال الله عز وجل في سورة الأحزاب:

لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

محترم ومکرم جناب مولانا صاحب

ہماری مساجد میں ہر جمعہ کو نماز عصر کے بعد اسّی بار درود اللهم صل على محمد النبي الأمي وعلى آله وسلم تسليما اہتمام سے پڑھا جاتا ہے۔ نیز اسکی فضیلت نوٹس بورڈ پر رکھی جاتی ہے اور ائمہ حضرات وقتاً فوقتاً ترغیب بھی دلاتے رہتے ہیں۔ کیا اس درود کو اس وقت مذکور اس عدد میں پڑھنا حدیث سے ثابت ہے؟ نیز اسکے متعلق جو فضیلت اور روایت مشہور ہے کہ اسّی سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اسّی سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

باسمه تعالى وبه نستعين وهو الهادي إلى الصواب

(۱) جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کے بارے میں فضائل بہت سی احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔ علامہ ابن القیم، علامہ سخاوی وغیرھما نے انہیں نقل کیا ہے اور اسکی متعدد توجیہات بھی بیان کی ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث مجدد العصر مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مایہ ناز تصنیف فضائل درود شریف میں ان فضائل اور محققین کے اقوال کو بالتفصیل نقل کیا ہے۔

(۲) جمعہ کے دن اسّی درود پڑھنے کی فضیلت ایک روایت میں مطلقا بغیر کسی تقیید وارد ہوئی ہے۔

قال الإمام السخاوي في القول البديع (صـ ١٩٧): وعنه (أي أنس رضي الله عنه) أيضا عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: من صلى علي يوم الجمعة ثمانين مرة غفر الله له ذنوب ثمانين عاما، فقيل له يارسول الله، كيف الصلاة عليك؟ قال: اللهم صل على محمد عبدك ونبيك ورسولك النبي الأمي، وتعقد واحدة. أخرجه الخطيب[١] وذكره ابن الجوزي في الأحاديث الواهية.[٢] وقال (صـ ١٩٩): وعند الدارقطني

[١] راجع تاريخ بغداد (١٣/٤٦٤).

مرفوعا بلفظ: من صلى علي يوم الجمعة ثمانين مرة غفر الله له ذنوب ثمانين سنة. قيل: يا رسول الله، كيف الصلاة عليك؟ قال: تقول اللهم صل على محمد عبدك ونبيك ورسولك النبي الأمي، وتعقد واحدة. قلت (القائل السخاوي): وحسنه العراقي ومن قبله أبو عبد الله بن النعمان،[٣] ويحتاج إلى نظر. وقد تقدم نحوه من حديث أنس قريبا. وقال (صـ ١٩٨): وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الصلاة عليّ نور على الصراط، ومن صلى علي يوم الجمعة ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين عاما. أخرجه ابن شاهين في الأفراد وغيرها[٤] وابن بشكوال[٥] من طريقه وأبو الشيخ والضياء من طريق الدارقطني في الأفراد[٦] أيضا والديلمي في مسند الفردوس[٧] وأبو نعيم، وسنده ضعيف، وهو عند الأزدي في الضعفاء من حديث أبي هريرة أيضا، لكنه من وجه آخر ضعيف أيضا، وأخرجه أبو سعيد في شرف المصطفى[٨] من حديث أنس، والله أعلم، انتهى. قال الحافظ ابن حجر في نتائج الأفكار (٥٦/٥): هذا حديث غريب. قال الدارقطني[٩]: تفرد به حجاج بن سنان عن علي بن زيد، ولم يروه عن الحجاج إلا السكن، تفرد به عون. قلت: والأربعة ضعفاء، انتهى. وحكاه المناوى في فيض القدير (٢٤٩/٤) وأقره.

اسکے علاوہ علامہ سخاوی اور دیگر محدثین نے مزید احادیث نقل کی ہیں جن میں جمعہ کے دن مختلف صیغے درود مخصوص عدد میں پڑھنے کی فضیلت وارد ہوئی ہیں لیکن سنداان تمام روایات میں شدید ضعف ہے۔ دار قطنی کی مذکورہ روایت کو حافظ ابو عبد اللہ ابن النعمان رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت نے حسن قرار دیا ہے لیکن علامہ

---

[٢] راجع العلل المتناهية في الأحاديث الواهية (٤٦٨/١). قال الذهبي في المغني في الضعفاء (٧٢٦/٢): وهب بن داود المخرمي عن ابن علية عن ابن صهيب عن أنس: من صلى علي يوم الجمعة ثمانين مرة غفر له ذنوب ثمانين عاما، قال الخطيب: لم يكن بثقة، ثم أورد له حديثا من وضعه، انتهى.

[٣] قال العراقي في تخريج أحاديث الإحياء المسمى بالمغني عن حمل الأسفار في الأسفار (٢٢٠/١): أخرجه الدارقطني من رواية ابن المسيب قال أظنه عن أبي هريرة وقال: حديث غريب، وقال ابن النعمان: حديث حسن ، انتهى. ونقل هذا التحسين الدميري في النجم الوهاج (٤٩٩/٢) والشربيني في مغني المحتاج (٢٩٥/١) والشرواني في حاشيته على تحفة المحتاج (٤٧٨/٢) وابن حجر المكي في الدر المنضود (صـ ١٦٠). وحكى العجلوني في كشف الخفاء (١٦٧/١) والسخاوي وابن حجر المكي عن العراقي تحسين هذه الرواية لكن كلام العراقي المذكور غير مصرح بذلك، والله أعلم. ثم رأيت ابن عراق (٣٣١/٢) نقل التحسين عن أبي عبد الله بن النعمان فقط دون العراقي، فتنبه.

[٤] أخرجه ابن شاهين في الترغيب في فضائل الأعمال (صـ ١٤)، لكن في إسناده علي بن زيد بن جدعان البصري وحجاج بن سنان. قال الذهبي في المغني (١٥٠/١): حجاج بن سنان عن علي بن زيد، قال الأزدي: متروك ، انتهى. وراجع المغني (٤٤٧/٢) ولسان الميزان (٥٦٣/٢). وفيه عون بن عمارة القيسي، راجع تهذيب الكمال (٤٦٣/٢٢) وميزان الاعتدال (٣٠٦/٣).

[٥] راجع القربة إلى رب العالمين (صـ ١١١).

[٦] أطراف الغرائب والأفراد (٥٠٩٥).

[٧] راجع الفردوس بمأثور الخطاب (٤٠٨/٢).

[٨] (١٠٢/٥).

[٩] راجع أطراف الغرائب والأفراد (٥٠٩٥).

سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ائمہ فن کو اس میں تردد ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے اور یہی راجح ہے۔ بہر کیف باب فضائل میں چند شروط کے ساتھ ضعیف احادیث پر بھی عمل کیا جا سکتا ہے، لہذا اگر کوئی دار قطنی کی مذکورہ روایت پر عمل کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ ذہن نشین رہے کہ ان روایات میں مطلق جمعہ کا ذکر ہے، ان فضائل کو عصر کے بعد مخصوص کرنا درست نہیں ہے۔ نیز دار قطنی کی روایت کے الفاظ وفضیلت اور سائل کے ذکر کردہ روایت کے الفاظ وفضیلت میں فرق ہے۔

(۳) جہاں تک جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد مندرجہ بالا درود بھیجنے کا تعلق ہے تو بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسکی ترویج حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں اور اسکے بعد ہوئی۔ اس درود کا تذکرہ ہمارے دیگر اکابر کی کتابوں میں یا انکے وظائف میں معدوم ہے اور نہ ہی صلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بقیہ مستند کتابوں میں اس کا ذکر ملتا ہے کما سیاتی۔ حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب زاد السعید میں بھی اسکا تذکرہ نہیں ملتا۔

تو اب سوال یہ ہے کہ اس روایت کا مأخذ کیا ہے؟ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فضائل درود میں (صفحہ ۷۰) اس روایت کو علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۰۴ھ کی القول البدیع سے نقل کیا ہے۔ اور القول البدیع میں علامہ سخاوی نے اس روایت کو بحوالہ ابن بشکوال بدوں سند نقل کیا ہے۔ علامہ ابن بشکوال کی کتاب میں یہ روایت موجود ہے۔ دونوں کتابوں کی عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

القول البدیع کی عبارت (صفحہ ۱۹۸): وفي لفظ عند ابن بشكوال من حديث أبي هريرة أيضا: من صلى صلاة العصر من يوم الجمعة فقال قبل أن يقوم من مكانه: اللهم صل على محمد النبي الأمي وعلى آله وسلم تسليما، ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين عاما وكتبت له عبادة ثمانين سنة، ونحوه عن سهل كما سيأتي، انتهى. وحديث سهل نقله بعد أسطر فقال (صـ ١٩٩): وعن سهل بن عبد الله قال: من قال في يوم الجمعة بعد العصر: اللهم صل على محمد النبي الأمي وعلى آله وسلم، ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين عاما، أخرجه ابن بشكوال، وقد تقدم قريبا في حديث أبي هريرة معناه، انتهى.

ان دونوں روایات کا مرجع ابن بشکوال ہے۔ علامہ ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب القربة إلى رب العالمين بالصلوة على محمد سيد المرسلين دار الکتب العلمیۃ سے ۱۹۹۹ء میں چھپی تھی۔ علامہ ابن بشکوال کی وفات ۵۷۸ھ میں ہوئی۔ صفحہ ۱۱۴ کی عبارت ملاحظہ ہو:

قال شيخنا أبو القاسم: وروينا عن سهل بن عبد الله: من قال في يوم الجمعة بعد العصر: اللهم صل على محمد النبي الأمي وعلى آله وسلم ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين سنة، انتهى.

علامہ ابن بشکوال نے بھی اس کتاب میں اس روایت کی سند بیان نہیں کی اور نہ ہی اس کا حوالہ دیا۔ متعدد اصحاب نے حوالہ تلاش کرنے کی کوششیں کی لیکن اب تک روایت کی سند معلوم نہیں ہو سکی، والعلم عند الله[10]۔ مع

---

[10] یہاں ایک بات کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے۔ ہماری ناقص معلومات کے مطابق حضرت سہل بن عبداللہ صحابی نہیں ہے، کتب تراجم میں اس نام کا کوئی صحابی راقم السطور کو نہیں ملا۔ حضرت سہل بن عبداللہ کے نام سے ایک بزرگ شخصیت معروف ہے جو سہل بن عبداللہ تستری ہے۔ آپکی وفات ۲۸۳ھ میں ہوئی ہے اور آپ شیخ العارفین سے معروف ہیں (دیکھئے سیر اعلام النبلاء، ۱۳: ۳۳۰)۔ بعض حضرات کا زعم ہے کہ حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایت ایک مرسل یا معضل روایت کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر حضرت سہل بن عبداللہ تک سند ثابت بھی ہو جائے اور اسکا قابل قبول ہونا بھی تسلیم کر لیا جائے تب بھی یہ زعم صحیح نہیں ہے۔ علامہ ابن بشکوال اور اسی طرح علامہ سخاوی اور دیگر حضرات جنہوں نے حضرت سہل بن عبداللہ کی روایت نقل کی ہیں انکے الفاظ دیکھ لئے جائے، کہیں بھی انہوں نے اس روایت کی نسبت حضور اکرم ﷺ یا کسی صحابی کی طرف نہیں کی ہے، بلکہ یہ تو حضرت سہل بن عبداللہ کا اپنا کلام ہے۔ لہذا اگر اس روایت کی سند معلوم بھی ہو جائے تب بھی اس روایت کو مرفوع یا موقوف کا درجہ نہیں دیا جا سکتا، یہ ایک بدیہی مسلم بات ہے۔ نیز بالفرض والتقدیر اگر حضرت سہل بن عبداللہ اس روایت کی نسبت براہ راست حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرے، تب بھی حضرات محدثین کے نزدیک یہ انقطاع قابل قبول نہیں ہے۔ ایسی روایت قابل حجت نہیں اور اس پر مرسل کے احکام جاری نہیں ہوتے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنے صحیح کے مقدمہ میں حضرت عبداللہ بن المبارک کا ارشاد نقل فرماتے ہیں: إن بين الحجاج بن دينار وبين النبي صلى الله عليه وسلم مفاوز تنقطع فيها أعناق المطي۔ بعض حضرات کو مزید یہ غلط فہمی ہے کہ حضرت سہل بن عبداللہ تستری تبع تابعی ہے، یہ بھی درست نہیں، موصوف کے حالات اور انکے مشایخ کے احوال دیکھ لئے جائے۔ علامہ سیوطی رقم طراز ہیں: وقرن التابعين من سنة مائة إلى نحو سبعين، وقرن أتباع التابعين من ثم إلى حدود العشرين ومائتين (التوشیح ۶: ۲۳۱۶)۔ نیز علامہ لکھنوی فرماتے ہیں: المرسل إنما هو إذا أرسل التابعي وترك الواسطة، لا مجرد قول كل من قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، وإلا لزم أن يكون قول العوام والسوقية قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، كذا مرسلا، انتهى ملخصا. (ظفر الامانی، صفحہ ۳۵۱)۔

الحاصل، علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ دونوں روایات میں سے صرف ایک روایت علامہ ابن بشکوال کی تالیف میں موجود ہے لیکن وہ بھی بغیر سند کے اور وہ بھی بظاہر حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے جو قابل حجت نہیں ہے۔ جہاں تک حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی

ھذا اس کتاب میں پہلی روایت موجود نہیں ہے جس میں تین مزید اضافے ہیں: اولا تسليما **کالفظ، ثانیا** قبل أن يقوم من مكانه **کی تقیید، اور ثالثا** وكتبت له عبادة ثمانين سنة **کی مزید فضیلت۔ شریعت مطہرہ میں اسناد کا ایک امتیازی اور اصولی مقام ہے۔ لہذا اس روایت کی نسبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بغیر سند کے درست نہیں ہے۔ اسی طرح اس روایت کو نقل کرنا اور اس میں ذکر کردہ فضیلت پر اعتقاد رکھ کر اسپر عمل کرنا مناسب نہیں ہے۔ بالخصوص جب کہ نماز کے بعد ادعیۂ مأثورہ بالاستفاضہ مروی ہیں۔ الغرض نماز کے بعد مخصوص دعاء یا مخصوص درود کا معمول بنانے کیلئے اور سنت کا اعتقاد رکھنے کے لئے احادیث سے ثبوت ضروری ہے۔**

ضروری نوٹ: اگر اس روایت کی تخریج یا سند کسی کے پاس ہو تو ضرور اطلاع کریں، وفوق كل ذي علم عليم**۔ نیز یہ ذہن نشین رہے کہ علامہ ابن بشکوال کی بہت سی اور تصانیف ہیں اور بہت ممکن ہے کہ اس روایت کی سند کسی اور کتاب میں مذکور ہو لیکن محض احتمال وجود سند سے روایت ثابت نہیں کی جاسکتی۔**

ففي مقدمة مسلم (صـ ١٢): يقول عبد الله بن المبارك: الإسناد من الدين، ولولا الإسناد لقال من شاء ما شاء. وقال: بيننا وبين القوم القوائم، يعني الإسناد، انتهى. وروى الخطيب في الكفاية (صـ ٥٢٤) عن ابن المبارك: طلب الإسناد المتصل من الدين، انتهى. وفي تدريب الراوى (٩٤/٢): قال ابن حزم: نقل الثقة عن الثقة يبلغ به النبي صلى الله عليه وسلم مع الاتصال، خص الله به المسلمين دون سائر الملل.

روایت کا تعلق ہے تو اس کا ذکر علامہ ابن بشکوال کی مطبوع تالیف میں نہیں ہے اور نہ ہی اسکی اسناد پر بندہ اب تک مطلع ہو سکا ہے۔ ایک احتمال یہ ہے کہ حضرت سہل بن عبد اللہ تستری کے کلام کو کسی نے اپنی طرف سے مرفوعا نقل کیا ہو جیسا کہ ایک رائے کے مطابق جہاد اصغر و اکبر کی روایت جو درحقیقت حضرت ابراہیم بن ابی عبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے اسکو کسی نے مرفوعا نقل کر دیا ہے (مزید تفصیل کیلئے دیکھئے: الرشاد الاظہر فی الجہاد الاکبر)۔ اس قسم کی اور بھی بہت سی مثالیں ملتی ہے۔ بہرکیف، یہ محض ایک احتمال ہے جسکا فیصلہ اسی وقت کیا جاسکتا ہے جب حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ اور اسی طرح حضرت سہل بن عبد اللہ تستری کی روایات کے اسانید سامنے ہو، واللہ سبحانہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

یہاں یہ بھی قابل توجہ ہے کہ حضرات فقہاء حنفیہ میں سے کسی نے بھی اس عمل کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ ظاہر روایت کی پانچ کتابوں میں، اسی طرح امام محمد بن الحسن شیبانی کی دیگر تصانیف، متون، شروح، کتب فتاوی میں، کہیں بھی اس روایت یا عمل کا تذکرہ نہیں ملتا۔ فقہ حنفی بلکہ تمام مذاہب اربعہ کے متبعین کیلئے یہ نکتہ بھی قابل تامل ہے۔

وأما مع الإرسال والإعضال فيوجد في كثير من اليهود، لكن لا يقربون من موسى قربنا من محمد صلى الله عليه وسلم، إلى أن قال: وأما أقوال الصحابة والتابعين، فلا يمكن اليهود أن يبلغوا إلى صاحب نبي أصلا ولا إلى تابع له، ولا يمكن النصارى أن يصلوا إلى أعلى من شمعون وبولص. وقال أبو علي الجياني: خص الله تعالى هذه الأمة بثلاثة أشياء، لم يعطها من قبلها: الإسناد والأنساب والإعراب. ومن أدلة ذلك ما رواه الحاكم وغيره عن مطر الوراق في قوله تعالى: أو أثارة من علم، قال: إسناد الحديث، انتهى. وقال الدكتور محمد أبو الليث الخير آبادي في علوم الحديث أصيلها ومعارفها (صـ ١٧٢): في حكم المعلق هو مردود غير مقبول، لأن سقوط الراوى من السند يستلزم عدم العلم بحاله من أنه ثقة أو ضعيف، فالاحتياط في باب الدين يقتضي عدم قبول هذا الحديث وأمثاله إلا أنه إذا روي من طريق آخر موصول يرتقي بذلك إلى الحسن لغيره، فحينئذ يقبل، انتهى. وههنا لا يعرف سنده فضلا عن سقوط راو منه، فتنبه.[١١]

(۴)درود شریف کے عنوان پر ہر زمانہ میں محدثین رسائل تصنیف کرتے چلے آئے ہیں جن میں سے چند مشہور رسائل ذیل میں درج ہیں۔ان کتابوں میں اس درود اور اس روایت کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔

- فضل الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم، للإمام القاضي أبي إسحاق إسماعيل بن إسحاق الأزدي المالكي المتوفى سنة ٢٨٢هـ.
- كتاب الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم، للإمام أبي بكر أحمد بن عمر بن أبي عاصم المتوفى سنة ٢٨٧هـ.
- الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم، للقاضي عياض المتوفى سنة ٥٤٤هـ.
- أنوار الآثار المختصة بفضل الصلوة على النبي المختار صلى الله عليه وسلم، للإمام الحافظ أبي العباس أحمد بن معد بن عيسى الأقليشي المتوفى سنة ٥٥٠هـ.

---

[١١] وقال الشيخ عبد الفتاح أبو غدة في تقديمه على الموضوعات الصغرى (صـ ١٨): وإذا كان الحديث لا إسناد له فلا قيمة له ولا يلتفت إليه، انتهى. وقال الحافظ الإمام أبو بكر بن العربي المالكي: والله أكرم هذه الأمة بالإسناد، لم يعطه أحد غيرها، فاحذروا أن تسلكوا مسلك اليهود والنصارى فتحدثوا بغير إسناد، فتكونوا سالبين نعمة الله عن أنفسكم، مطرقين للتهمة إليكم، وخافضين لمنزلتكم، ومشتركين مع قوم لعنهم الله وغضب عليهم، وراكبين لسنتهم. نقله العلامة عبد الحي الكتاني في فهرس الفهارس (٨٠/١) من سراج المريدين لابن العربي، وقد طبع الكتاب حديثا.

وقال الإمام الشافعي: مثل الذي يطلب العلم بلا حجة كمثل حاطب ليل يحمل حزمة حطب وفيه أفعى تلدغه وهو لا يدري، رواه البيهقي في المدخل إلى السنن الكبرى (صـ ٢١١). وقال شيخ الإسلام ابن تيمية في منهاج السنة (٣٧/٧): الإسناد من خصائص هذه الأمة، وهو من خصائص الإسلام، ثم هو في الإسلام من خصائص أهل السنة، انتهى.

- ❖ جلاء الأفهام في الصلوة والسلام على خير الأنام، للإمام الحافظ ابن قيم الجوزية المتوفى سنة ٧٥١هـ.
- ❖ الخير الكثير في الصلوة والتسليم على البشير النذير، للإمام زين الدين شعبان بن محمد القرشي المتوفى سنة ٨٢٨هـ.
- ❖ مسالك الحنفا إلى مشارع الصلوة على المصطفى صلى الله عليه وسلم، للحافظ أبي العباس القسطلاني المتوفى سنة ٩٣٢هـ.
- ❖ النفخة الإلهية في الصلوة على خير البرية، لأبي الفضل عبد الله بن محمد بن الصديق الغماري المتوفى سنة ١٤١٣هـ.

(٥) مذکورہ بالا روایت حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے قبل علامہ سخاوی اور علامہ ابن بشکوال کی کتابوں کے علاوہ بندہ کو تین کتابوں میں ملی۔ پہلی صاحب القاموس مجد الدین فیروزآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں جن کا زمانہ علامہ سخاوی سے قبل کا ہے۔ الفاظ سے بظاہر یہی اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ ابن بشکوال کی کتاب سے روایت کو نقل کیا ہے گو اسکا تذکرہ نہیں بلکہ مطلقا کوئی حوالہ اور سند مذکور نہیں ہے۔ دوسری علامہ ابن حجر المکی الہیتمی جو علامہ سخاوی سے متاخر ہے انکی کتاب میں دونوں روایت بغیر مرجع کے مذکور ہے۔ الفاظ سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ القول البدیع سے عبارت لی گئی ہے۔ اور تیسری علامہ نبہانی کی کتاب میں ایک روایت کا ذکر ہے بغیر حوالہ کے جو بظاہر القول البدیع سے ماخوذ ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل عبارتوں کو اوپر ذکر شدہ عبارتوں سے تقابل کریں۔

قال صاحب القاموس مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروز آبادي المتوفى سنة ٨١٧هـ في الصِّلات والبِشر على خير البشر (صـ ١٣٠): وعن سهل بن عبد الله: من قال في يوم الجمعة بعد العصر: اللهم صل على محمد النبي الأمي وعلى آله وسلم، ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين سنة، انتهى.

وذكر ابن حجر المكي الهيتمي المتوفى سنة ٩٧٣هـ في الدر المنضود في الصلوة والسلام على صاحب المقام المحمود (صـ ١٦٠): وفي أخرى: من صلى صلاة العصر من يوم الجمعة فقال قبل أن يقوم من مكانه: اللهم صل على محمد النبي الأمي وعلى آله وسلم تسليما، ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين عاما وكتبت له عبادة ثمانين سنة، وفي أخرى: من قال في يوم الجمعة بعد العصر: اللهم صل على محمد النبي الأمي وعلى آله وسلم ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين عاما، انتهى.

وذكر يوسف بن إسماعيل النبهاني المتوفى سنة ١٣٥٠ھ في أفضل الصلوات على سيد السادات (ص ٢٥): وقال صلى الله عليه وسلم: من صلى صلوة العصر من يوم الجمعة فقال قبل أن يقوم من مقامه: اللهم صل على محمد النبي الأمي وعلى آله وصحبه وسلم تسليما، ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين عاما وكتب له عبادة ثمانين سنة ، انتهى.

اس آخری عبارت میں صرف وصحبه کا اضافہ ہے جو بظاہر ناشر کی طرف سے ہے۔

(٦) خلاصہ یہ ہے کہ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ دونوں روایات میں سے صرف ایک علامہ ابن بشکوال کی تالیف میں مذکور ہے لیکن وہ بھی بغیر سند کے [١٢]۔ لہذا جب تک اس روایت کی سند معلوم نہ ہو جائیں اس پر عمل کرنا اور اس کو اہتمام سے بیان اور شائع کرنا درست نہیں ہے۔ نیز مطلق جمعہ کی روایات کو نماز عصر کے بعد مخصوص کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔ اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں ہے کہ جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے میں آدمی کوتاہی کریں بلکہ زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھیں۔ اللہ رب العزت والجلال سب کو اپنی محبت اور اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے نوازے اور اتباع سنت کی توفیق سے مالامال فرمائیں۔

واللہ اعلم بالصواب

حررہ یوسف شبیر احمد عفی عنہ، خادم الحدیث الشریف، بلیک برن، یوکے
١٣ صفر ١٤٣١ھ
Email: ibnushabbir@yahoo.com

[١٢] نیز وہ بھی حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا مقولہ ہے جو قابل حجت نہیں ہے جیسا کہ اوپر مفصلا بیان ہو چکا۔

ضمیمہ

مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے شیخ الحدیث محدث العصر حضرت مولانا محمد یونس جونپوری صاحب مد ظلہ کی رائے بھی یہی ہے کہ عصر بعد بروز جمعہ اسّی درود کی روایت ثابت نہیں ہے۔ دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث حضرت مفتی سعید پالنپوری صاحب کی بھی یہی رائے ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

یوسف شبیر احمد عفی اللہ عنہ

۹ جمادی الاولی ۱۴۳۷ھ

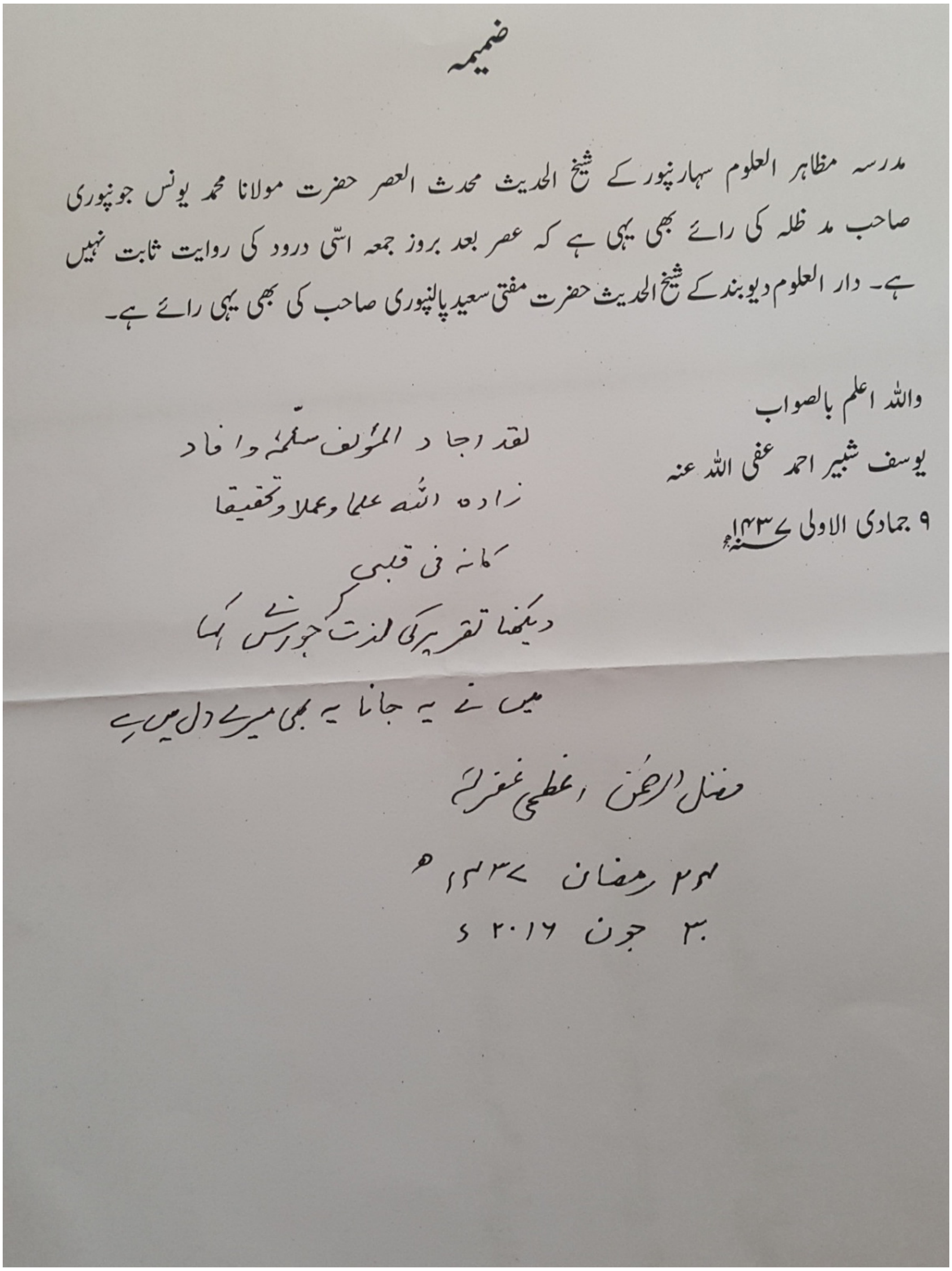

ضمیمہ

مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے شیخ الحدیث محدث العصر حضرت مولانا محمد یونس جونپوری صاحب مد ظلہ کی رائے بھی یہی ہے کہ عصر بعد بروز جمعہ اسی درود کی روایت ثابت نہیں ہے۔ دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث حضرت مفتی سعید پالنپوری صاحب کی بھی یہی رائے ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

یوسف شبیر احمد عفی اللہ عنہ

۹ جمادی الاولی ۱۴۳۷ھ

لقد اجاد المؤلف سلمہ وافاد

زادہ اللہ علما وعملا وتحقیقا

کانہ فی قلبی

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا

میں نے یہ جانا کہ یہ بھی میرے دل میں ہے

فضل الرحمن اعظمی غفرلہ

۲۴ رمضان ۱۴۳۷ھ

۳۰ جون ۲۰۱۶ء